ایک سورۃ کی تفسیر پر کچھ معروضات

جناب پروفیسر آسی ضیائی صاحب

" زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔" (تفہیم القرآن جلد ٦)

الکوثر کے سوا، یہ قرآنِ حکیم کی سب سے چھوٹی سورۃ کی ترجمانی ہے، اور امام شافعیؒ کے مطابق انسان کی ہدایت کے لیے یہی تنہا سورۃ کافی ہے، لیکن اسے میری کوتاہ فہمی کہا جائے یا کیا، کہ مفسرین اس کی جس طرح تشریح کرتے رہے اس سے مجھے شرحِ صدر نہ ہو سکا۔

میں نے اس کی جو تفسیر پڑھی ہے اس کی رُو سے زمانے کی قَسَم میں نہ صرف پہلی بات (انسان بڑے خسارے میں ہے) شامل ہے بلکہ اس قَسَم کا اِطلاق اس کے بعد کے استثناء پر بھی ہوتا ہے: یعنی زمانہ اِس بات کا بھی گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے اور اس بات کا بھی کہ ایمان و عملِ صالح کرنے والا اور تواصی بالحق اور تواصی بالصبر پر عمل پیرا انسان اس خسارے سے محفوظ ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کا یہی مفہوم ہوتا تو یہ نہ عہدِ رسالتؐ کے سادہ اَن پڑھ بدو کو قائل کر سکتا اور نہ آج کے بزعم خود فاضل دانشور کو۔ ایک بدو یہ کہہ کر جھٹلا سکتا تھا کہ جو لوگ آج اللہ، رسولؐ اور یوم آخرت پر ایمان لا رہے ہیں، نیک کام کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کر رہے ہیں، وہ ہی تو

زمانے کی گواہی کے مطابق ہر طرح کا خسارہ بھگت رہے ہیں۔ ان کی معاشی حالت پتلی ہو گئی ہے، معاشرتی مقام سے یہ محروم ہو گئے ہیں، زمین و آسمان ان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ ہر طرف سے یہ دھتکارے اور پھٹکارے جا رہے ہیں ــــ یہ کیسا نفع ہے جو انہیں مل رہا ہے؟ ان کے برعکس، جو شیوخ اور سردار نہ ایمان لائے، نہ نیک کام کرتے ہیں، بلکہ اُلٹا، دُنیا کا ہر بُرا کام کرنے میں پیش پیش ہیں، زمانہ گواہی دے رہا ہے کہ یہی ہر طرح کے فائدے سمیٹ رہے ہیں (واضح رہے کہ یہ سورۃ مکّی دَور کے بھی ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی تھی۔ مدینے میں مسلمانوں کا عروج ابھی کسی کے تصوّر میں بھی نہ آیا تھا)۔

اور آج کا فلسفی دانشور یہ کہہ کر اسے ٹال سکتا ہے کہ دُنیا میں عروج اور ترقی صرف اہل ایمان کی اجارہ داری تو نہیں، وہ قومیں بھی باری باری خوش حالی اور نفع اندوزی کا مزہ چکھ چکی ہیں جو مشرک یا بے دین تھیں: قدیم دَور میں عراق، مصر، چین، روم و یونان وغیرہ اور موجودہ دَور میں یورپ، امریکہ اور اشتراکی روس بھی مادّی منافع و خوش حالی سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہو رہی ہیں۔ پھر اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے کہ ان کے بارے میں دعویٰ کیا جا سکے کہ وہ خسارے سے بچے ہوئے ہیں۔ اور اگر اس سورۃ میں انسان سے مراد قومیں اور ممالک نہیں، انسانی افراد ہوں تب بھی زمانہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ مسلمان ہو جانا اور مذکورہ خوبیاں اپنے کردار و عمل میں پیدا کر لینا خسارے سے محفوظ رہنے کی ضمانت ہے، اس کے برعکس زمانے کی گواہی تو عموماً یہ ہوتی ہے کہ ایمان لا کر ایک انسان خسارہ ہی مول لیتا ہے۔

یہ سب اعتراضات و اشکالات اس صورت میں پیدا ہوتے ہیں جب زمانے کی گواہی میں اس تیسری آیت کے استثنا کو بھی شامل کر لیا جائے۔ اس کے برخلاف میری ناقص رائے میں زمانے کی گواہی صرف اتنی ہی ہے کہ "انسان بڑے خسارے میں ہے"۔ اس کے بعد کا استثنا ــــ ایمان لانے، عملِ صالح کرنے اور حق و صبر کی باہم تاکید کرنے والوں کو خسارے سے بچ نکلنے کی بشارت ــــ براہ راست اللہ رب العالمین کا وعدہ ہے۔

چنانچہ میرے نزدیک سورہ العصر بیک وقت حق کے منکروں کو فہمائش بھی ہے اور اہلِ ایمان کو تسلّی بھی۔ اور میں اس کے نزول کا پس منظر اس طرح سمجھتا ہوں کہ ابتدائی مکّی دَور میں، جب مٹھی بھر ایمان لانے والے آزمائشوں میں گھِر چکے تھے، معاشرے میں انہیں نکّو بنا دیا گیا تھا، ان کا کاروبار ختم

ہوتا جا رہا تھا۔ اور انہیں طرح طرح سے ذہنی اور جسمانی ایذا دہی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اُس وقت اُس معاشرے کے کھاتے پیتے لوگوں اور ان نئے نئے مسلمان ہونے والوں کے دوستوں اور عزیزوں نے طنزاً یا ازراہ ہمدردی ان سے کہا ہو گا کہ تم کیوں خود کو مصیبت میں ڈالتے ہو اور کیوں زمانے کی روش کے خلاف چلتے ہو؟ دیکھو زمانہ گواہی دے رہا ہے کہ تم لوگ خسارے کا سودا کر رہے ہو؛ جو لوگ اِس وقت سربراہ اور خوش حال بنے بیٹھے ہیں اور ہر طرح کے فوائد سمیٹ رہے ہیں، انہی کا تم بھی ساتھ دو، ورنہ زمانہ تمہیں ختم کر کے رکھ دے گا۔

اِس طرح کی باتیں سنتے سنتے مسلمانوں کو بھی اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ اضطراب قدرتاً ہوا ہو گا۔ اور نہ بھی ہوا ہو گا تو کم از کم ان باتوں کا جواب تو ظاہر ہے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مختصر اور بلیغ جواب دیا گیا کہ زمانہ تو پوری نوعِ انسان کے خسارے کی گواہی دے رہا ہے: کہاں ہیں وہ بڑے بڑے بادشاہ، حکیم، سپہ سالار، دولت مند، اور ہر طرح کے اعلیٰ اداد نے افرادِ انسانی جو کبھی اسی کرۂ ارضی پر پھلتے پھولتے رہے تھے؟ موت نے آکر سب کو خسارے سے دوچار کر دیا، ان کی فرمانروائی، علم و عقل، دلیری و جنگ جوئی، مال و دولت، ذہنی و بدنی طاقتیں، سب آخر کار قصۂ ماضی ہو کر رہ گئیں۔ کونسا انسان ہے وہ جو اپنی کسی متاع سے موت پر قابو پا سکا ہو؟ اور کون سی قوم ہے وہ جو اپنے انتہائی عروج پر پہنچ کر، جلد یا بدیر، زوال کی طرف بڑھنے سے رُک سکی ہو؟ انسانیت کا یہ سارا قافلہ تو خسارے ہی کی طرف رواں دواں ہے۔ موت کے بعد کسی شخص کا ذکرِ خیر، یا اُس کے نام پر دنیا بھر کی خیرات بھی اس کے لیے نفع بخش نہیں ہو سکتی۔ اپنی محدود مدتِ زندگی میں جو کچھ وہ کھا پی چکا، پہن اوڑھ چکا اس کے سوا کچھ بھی اس کے کام نہیں آتا۔ لہٰذا زمانے کی گواہی یہ نہیں کہ اہلِ ایمان نے اپنی چند روزہ زندگی میں کچھ مصائب جھیلے، یا منکرین نے اسی عارضی حیاتِ دنیوی میں کچھ مزے اُڑا لیے، بلکہ زمانے کی گواہی دراصل یہ ہے کہ تمام انسانوں کا انجام ایک بڑے خسارے میں جا پڑنا ہے، جس کے بعد نفع کی کوئی صورت نہیں۔ گویا دُنیاوی اور مادی نقطۂ نظر سے، جس کو حق کے تمام منکرین اصل حق سمجھتے ہیں، انسان اس بڑے خسارے سے بچ نہیں سکتا۔ اور مادہ پرست انسان کے لیے یہ بڑا خسارہ موت ہی ہو سکتا ہے ـــــ زمانے کی گواہی یہاں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زمانے نے اہلِ ایمان کا عروج بھی دیکھا ہے۔ پھر بھلا وہ اس کی گواہی کیوں

نہیں دے سکتا ؟ تو جواب میں ایک ملحد کہہ سکتا ہے کہ یہ عروج و زوال تھوڑے سے بہت فرق کے ساتھ وہ قومیں بھی دیکھ چکی ہیں جن کے پاس نہ ایمان تھا نہ عمل صالح وغیرہ ۔ اس میں مومنین کی کیا تخصیص ہے ۔ البتہ اگر بڑے خسارے کا مفہوم " موت " لیا جائے اور زمانے کی گواہی بعد کے استثنا تک محیط نہ مانی جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت ہو گی جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا : یعنی " زمانہ گواہ ہے کہ انسان کی نوع موت کے بڑے خسارے میں پڑ جاتی ہے ۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے ، یعنی ان لوگوں کے لیے موت کوئی خسارہ نہیں جن میں یہ چار صفات پائی جاتی ہوں ، کیونکہ وہ آخرت کی ابدی زندگی میں عیش ہی عیش کرتے رہیں گے ۔ اس دائمی پُر تعیش زندگی کی گواہی زمانہ نہیں دے سکتا ، کیونکہ یہ عالمِ آخرت کے احوال میں سے ہے ۔ اور آخرت میں " زمانہ " (العصر) کا وجود ہی نہ ہو گا ۔

قرآن فہمی کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میں نے اپنی یہ گذارشات اہلِ علم کے سامنے اس لیے لا رکھی ہیں کہ اگر ان میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو براہ کرم اس کی نشاندہی کر دی جائے تا کہ میری اصلاح ہو سکے ۔ اور اگر اہلِ علم اس سے متفق ہوں تو اس سورۃ کی تفسیر میں یہ وضاحت کر دی جائے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

اِدارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور

اور تحریکِ اسلامی کا جملہ انگریزی لٹریچر

کراچی میں

نوبل بکس فیضِ حسینی بلڈنگ ، ایم اے جناح روڈ کراچی

سے حاصل کریں